مولانا محمد حذیفہ
رفیق دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

زکوۃ، روزہ، تراویح اور اعتکاف کے چند مسائل

گزشتہ سال رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ کے شمارے میں زکوۃ، روزہ، تراویح اور اعتکاف کے ضروری مسائل سوال و جواب کی صورت میں فقہی کتابوں کی عربی عبارات کے ساتھ ایک مفصل فتوی کی صورت میں شائع کیے گئے تھے۔ ان مسائل کی اہمیت کے پیش نظر اس دفعہ ان کی تلخیص کچھ ترمیم کے ساتھ شامل اشاعت کی جارہی ہے۔ جو حضرات حوالہ جات کے ساتھ مفصل فتوی دیکھنا چاہیں وہ گذشتہ سال کے مذکورہ شمارے میں دیکھ سکتے ہیں۔ (ادارہ)

زکوۃ کے چند مسائل

مسئلہ: زکوۃ کی رقم یکمشت ادا کرنا ضروری نہیں، بلکہ تھوڑی تھوڑی کر کے بھی زکوۃ ادا کی جاسکتی ہے، (جیسے بعض لوگ حسبِ ضرورت مستحق لوگوں کو زکوۃ کی رقم یا اشیاء دیتے رہتے ہیں) البتہ یہ ضروری ہے کہ سال گزرنے سے پہلے پہلے اس سال کی پوری زکوۃ ادا کردی جائے، ایک سال سے زیادہ زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا درست نہیں، گناہ ہے۔

مسئلہ: صاحبِ نصاب شخص اپنے مال کی زکوۃ پیشگی (ایڈوانس) ادا کرسکتا ہے، اور سہولت کیلئے ہر مہینہ اپنی آمدنی سے کچھ رقم زکوۃ کی نیت سے ادا کرنا بھی جائز ہے، البتہ زکوۃ کا سال پورا ہونے پر زکوۃ کا صحیح حساب کر کے کمی بیشی برابر کرنی ہوگی، یعنی اب تک جو پیشگی زکوۃ ادا کی گئی ہے اُس کی مقدار اگر واجبُ الاداء مقدار سے کم ہو تو باقی زکوۃ ادا کرنی ہوگی، اور اگر واجبُ الاداء مقدار سے زیادہ ادا کردی ہو تو اضافی ادا کردہ رقم اگر آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

مسئلہ: پگڑی کی رقم کی زکوۃ نہ پگڑی کا مکان لینے والے (کرایہ دار) پر واجب ہے اور نہ اصل مالکِ مکان پر۔ کرایہ دار پر تو اس لئے واجب نہیں کہ کرایہ دار یہ رقم مالکِ مکان کو رشوت کے طور پر دیتا ہے جس میں کرایہ دار کو تصرف کا حق حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ رقم اس کو واپس ملتی ہے، لہٰذا یہ رقم مالِ ضمار اور مالِ

مغصوب کے حکم میں ہوئی، اور مالِ ضمار اور مالِ مغصوب میں وصولیابی سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

اور مالکِ مکان پر اس رقم کی زکوٰۃ اس لئے واجب نہیں کہ بلاعوض ہونے کی بناء پر اس کیلئے یہ رقم لینا جائز نہیں ہے، اور ایسے ناجائز مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، بلکہ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ مال اصل مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، ہاں اگر بالفرض اصل مالک معلوم نہ ہو یا اس تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو ثواب کی نیت کے بغیر اس کل رقم کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (مأخذہ: تبویب: ۱۵۶۳/۶۴)

مسئلہ: عازمِ حج اگر سرکاری اسکیم کے تحت حج کیلئے جا رہا ہے جس میں عام طور پر قرعہ اندازی ہوتی ہے تو اس میں جمع کرائی گئی رقم پر زکوۃ واجب ہونے اور نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ:

(الف): زکوۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے اگر قرعہ اندازی ہو جائے اور قرعہ اندازی میں عازمِ حج کا نام نکل آئے تو حج درخواست کے ساتھ جمع کرائی ہوئی رقم میں سے جتنی رقم آمد و رفت اور رہائش کا کرایہ اور معلم وغیرہ کی فیس کے لئے جمع کرائی ہے اس کی زکوۃ فرض نہیں ہے، اس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں واپس ملے گی اگر وہ زکوۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے واپس مل جائے تو اس میں سے خرچ کر کے زکوۃ کا سال پورا ہونے تک جتنی رقم بچے گی صرف اس کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا، اور جو رقم زکوۃ نکالنے کی سالانہ تاریخ آنے سے پہلے خرچ ہو جائے گی اس کی زکوۃ ادا کرنا واجب نہ ہوگا، اور کرنسی کی صورت میں ملنے والی زائد رقم اگر زکوۃ کا سال پورا ہونے کے بعد ملے تو اس پوری رقم کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔

اور اگر قرعہ اندازی میں نام نہ نکلے تو جمع کرائی گئی رقم میں سے جتنی رقم واپس ہوگی اس رقم پر زکوۃ فرض ہے، یعنی اس میں آمد و رفت کا خرچہ، کرایہ اور معلم وغیرہ کی فیس منہا نہیں کی جائے گی، بلکہ وصول ہونے کے بعد اُس پوری رقم سے زکوۃ نکالنا فرض ہوگا، اور یہی رقم اگر اگلے سال زکوۃ کی تاریخ آنے تک باقی رہے گی تو اگلے سال بھی زکوۃ فرض ہوگی۔

(ب): اور اگر قرعہ اندازی زکوۃ کا سال پورا ہونے کے بعد ہو تو ساری رقم پر زکوٰۃ دینا فرض ہوگا۔

عازمِ حج اگر پرائیوٹ اسکیم کے تحت حج کیلئے جا رہا ہے جس میں عام طور پر قرعہ اندازی نہیں ہوتی تو اس کا حکم یہ ہے کہ زکوٰۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے جتنی رقم آمد و رفت اور رہائش کا کرایہ اور معلم وغیرہ کی فیس کیلئے جمع کرائی ہے اس پر زکوۃ فرض نہیں، البتہ اس اسکیم میں بھی اگر کرایہ اور فیس وغیرہ کے اخراجات کے علاوہ زائد رقم کرنسی کی صورت میں واپس ملے اور زکوۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے ملے تو اس میں سے

خرچ کر کے زکوۃ کا سال پورا ہونے تک جتنی رقم بچے گی صرف اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے، اور جو رقم خرچ ہو جائے گی اس کی زکوۃ فرض نہیں ہے، اور اگر واپس ملنے والی رقم زکوۃ کا سال پورا ہونے کے بعد ملے تو اس پوری رقم کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔ (ماخذہ: تبویب: ۱۶۷۰/۵)

اور اگر کل رقم حج کے اخراجات میں منہا ہو جائے اور عازمِ حج کو گروپ لیڈر کی طرف سے کوئی رقم واپس نہ ملے اور زکوٰۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے یہ رقم منہا ہو تو اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔

واضح رہے کہ یہ تفصیل اس وقت ہے جب عازمِ حج زکوۃ کا سال پورا ہونے سے پہلے حج کی رقم جمع کروائے لیکن اگر عازم حج نے زکوٰۃ کا سال پورا ہونے کے بعد رقم حج کیلئے جمع کرائی تو پھر پوری رقم پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔

مسئلہ: زیرِ تعمیر بلڈنگ میں فلیٹ بُک کروانے کی صورت میں بکنگ کرانے والے نے جو رقم ایڈوانس یا قسطوں کی شکل میں جمع کرائی ہے اس کی زکوٰۃ بکنگ کرانے والے کے ذمہ واجب نہیں ہے کیونکہ وہ رقم اس کی ملکیت سے نکل گئی، اور جو قسطیں بکنگ کرانے والے یعنی خریدار کے ذمہ باقی ہیں وہ خریدنے والے کے ذمہ قرض ہے، لہٰذا وہ قابل زکوٰۃ اموال سے منہا ہوں گی۔

مسئلہ: زکوٰۃ دیتے وقت مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے، بلکہ دل میں زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کرنا ضروری ہے، لہٰذا اگر دل میں زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت ہو تو زبان سے ہدیہ/تحفہ اور انعام/عیدی کہہ کر بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، بلکہ عزت دار مستحقین کو زبان سے زکوٰۃ کا نہ بتانا ہی بہتر ہے تاکہ ان کی دل آزاری نہ ہو اور انہیں لینے میں شرمندگی نہ ہو اور ان کی ضرورت بھی پوری ہو جائے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مستحق زکوٰۃ ظاہر کرے یا دیکھنے میں ظاہراً وہ مستحق لگتا ہو اور قرائن و علامات سے آپ کو اس کے مستحق ہونے کا یقین یا غالب گمان ہو تو آپ اُسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں، مزید تحقیق کی ضرورت نہیں۔ البتہ جس شخص کے بارے میں شک ہو اور قرائن و علامات سے معلوم نہ ہو کہ یہ مستحقِ زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ تو اس کے بارے میں مناسب اور ضروری معلومات حاصل کر لینی چاہئیں، اس کے بعد اگر وہ مستحق معلوم ہو تو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: زیور کی زکوۃ ادائیگی کے دن کی قیمتِ فروخت کے حساب سے ادا کی جائے گی، اور قیمتِ فروخت سے مراد وہ قیمت ہے جس پر وہ زیور بازار میں بآسانی فروخت ہو سکتا ہے، لہٰذا اگر زیور کی زکوٰۃ

قیمت سے ادا کی جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی کے دن زیور کی جو مارکیٹ ویلیو یعنی بازاری قیمتِ فروخت ہو اس قیمت کا چالیسواں حصہ (ڈھائی فیصد) زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے گا۔ (ماٰخذہ: فتاوٰی عثمانی: ۲/۶۷، وفتاوٰی محمودیہ: ۹/۳۷۹)

روزہ کے چند مسائل

مسئلہ : روزہ کی حالت میں مریض بوقتِ ضرورت انسولین یا گلوکوز یا کسی دواء وغیرہ کا انجکشن لگوا سکتا ہے، اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ چونکہ بعض حضرات کے نزدیک انجکشن کے ذریعہ دوا بدن میں پہنچنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اس لئے احتیاط پر عمل کرتے ہوئے حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے کہ بلا ضرورت روزہ کی حالت میں انجکشن نہ لگوایا جائے۔

مسئلہ : روزہ کی حالت میں شوگر چیک کروانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کیونکہ روزہ کسی چیز کے جسم میں داخل کرنے سے ٹوٹتا ہے، کسی چیز کے جسم سے خارج ہونے سے نہیں۔

مسئلہ : روزہ کی حالت میں خون ٹیسٹ کروانا جائز ہے، البتہ جس شخص کو اس کا تحمل نہ ہو اور اس کو کمزوری لاحق ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ خون ٹیسٹ سے کمزوری بڑھ جائے گی یا وہ شخص بیمار ہو جائے گا جس کی وجہ سے روزہ خطرے میں پڑ جائے گا تو ایسی حالت میں خون ٹیسٹ کروانا مکروہ ہے۔

مسئلہ : سانس کے مریض جو انہیلر (Inhaler) استعمال کرتے ہیں اس سے چونکہ دوا کے ذرات حلق میں پہنچ جاتے ہیں اس لئے اس کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائے گا، البتہ اگر سانس کی بیماری کی وجہ سے مجبوری میں روزہ کی حالت میں انہیلر کا استعمال کرنا پڑے تو اس کی وجہ سے صرف اُس روزہ کی قضاء لازم ہوگی، کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

مسئلہ : بلڈ پریشر یا دل کے مریض بلڈ پریشر اور دل کی حرکت کو نارمل کرنے کیلئے زبان کے نیچے جو گولی رکھتے ہیں اگر اس کے کچھ اجزاء لعاب میں شامل ہو کر حلق میں چلے جائیں تو اس گولی کے رکھنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر اس کا کوئی جزء لعاب میں شامل ہو کر حلق میں نہ جائے تو ایسی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

لہٰذا اگر کوئی ایسا مریض ہو اور اس مرض کی شدت یا سخت تکلیف کی وجہ سے وہ گولی منہ میں رکھے اور اس بات کا پورا خیال رکھے کہ اس گولی کا کوئی جزء لعاب کے ساتھ مل کر حلق کے اندر نہ جائے تو اس کا روزہ نہیں

ٹوٹے گا، مگراس صورت میں ضروری ہے کہ جب دوا رکھنے کے بعد مریض کو افاقہ ہو جائے تو اچھی طرح کلی کر کے منہ کو خوب صاف کر لیا جائے تا کہ دوا کا کوئی جزء منہ کے اندر نہ رہے۔

لیکن اگر دوا کا ایک ذرہ بھی حلق میں گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا، تاہم اگر سخت عذر کی وجہ سے مجبوری میں یہ گولی منہ میں رکھی ہو تو اس کے اجزاء حلق میں جانے کی صورت میں صرف روزے کی قضاء لازم ہوگی، کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (مأخذہ: تبویب :۱۶۵۲/۲۱)

مسئلہ: اگر روزہ کے دوران طبیعت خراب ہو جائے اور مرض کی شدّت کی وجہ سے مجبوراً روزہ توڑا جائے (یعنی مریض کی علامات، تجربہ یا ماہر مسلمان طبیب کی رائے مطابق روزہ باقی رہنے کی صورت میں مرض کے بڑھنے کا یقین یا ظنِ غالب ہو) تو ایسی صورت میں صرف ایک روزہ کی قضاء واجب ہوگی، کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی خاتون رمضان کے مہینہ میں حیض روکنے والی دوائی استعمال کرے اور دوائی استعمال کرنے کے نتیجہ میں حیض شروع نہ ہو تو وہ عورت پاک سمجھی جائے گی اور اس پر روزہ رکھنا لازم ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی خاتون کو روزہ کی حالت میں حیض شروع ہو جائے تو حیض شروع ہوتے ہی روزہ ختم ہو جاتا ہے، لہٰذا حیض شروع ہونے کے بعد عورت دن میں کھا پی سکتی ہے، البتہ روزہ داروں کے احترام میں ان کے سامنے کھانے پینے سے گریز کرنا چاہئے۔

مسئلہ: اگر کوئی خاتون رمضان المبارک میں حیض کی حالت میں ہونے کی وجہ سے روزے نہ رکھے، پھر دن میں کسی وقت پاک ہو جائے تو دن کے بقیہ حصہ میں بغیر کھائے پیئے روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص حالتِ سفر میں روزہ رکھے، پھر کسی عذر کی بناء پر روزہ توڑ دے تو صرف قضاء لازم ہوتی ہے، کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ (مأخذہ: امداد الاحکام: ۱۳۵/۲)

مسئلہ: روزہ کی حالت میں سر اور ڈاڑھی کے بالوں پر کلر یا خضاب لگانے کی وجہ سے شرعاً روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

مسئلہ: بعض لوگ چھوٹے بچوں کو روزہ رکھواتے ہیں، لیکن بعض اوقات موسم کی گرمی یا بھوک ر پیاس کی وجہ سے بچہ برداشت نہیں کر سکتا، ایسی صورت میں اگر نابالغ کا روزہ تڑوا دیا جائے تو بچہ پر روزہ کی

قضاء لازم نہیں ہوگی۔ لیکن جو نابالغ بچے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اُن کو وزہ نہ رکھوانا چاہئے۔

تراویح کے چند مسائل

مسئلہ : نمازِ تراویح کی نیت کرتے وقت زیادہ صحیح قول کے مطابق اگر چہ ہر دو رکعت کی الگ الگ نیت کرنا ضروری نہیں، بیس رکعات کی ایک مرتبہ نیت کر لینا بھی کافی ہے، کیونکہ بیس رکعات ایک نماز کے درجہ میں ہیں، لیکن احتیاط اس میں ہے کہ ہر دو رکعت کی الگ الگ نیت کی جائے۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، اگر تراویح کی دو رکعت نماز شروع کرتے وقت دل میں تراویح ادا کرنے کا ارادہ ہو تو بھی کافی ہے۔

مسئلہ : مسجد میں تراویح کی جماعت میں افضل تو یہ ہے کہ ایک امام کی اقتداء میں سب تراویح ادا کریں، لیکن اگر حفاظِ کرام کی کثرت اور جگہ کی تنگی اور قرآن مجید یاد رکھنے کی خاطر ایک ہی مسجد کی مختلف منزلوں میں الگ الگ تراویح کی جماعت کی جائے (جیسا کہ آجکل متعدد مساجد میں ہوتا ہے) تو یہ بھی درجِ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے :

1. فرض نماز مسجد کی اصل جماعت کے ساتھ ایک ہی جگہ ادا کی جائے۔
2. اس سے مسجد کی اصل جماعت کی مخالفت یا اس میں کمی کرنا مقصود نہ ہو۔
3. تراویح کی متعدد جماعتیں کسی نفسانیت اور مخالفت کی بناء پر نہ ہوں، نیز اس میں ریاء اور کسی فتنہ کا عمل دخل نہ ہو۔
4. حفاظ کی آوازوں کا آپس میں ٹکراؤ نہ ہو کہ قراءت وغیرہ میں خلل پڑے۔ (مأخذہ: امداد الفتاویٰ :۱/۳۱۱، وتبویب:۱/۱۵۵۱)

مسئلہ : بہت سے حفاظ کسی مدرسہ یا گھر وغیرہ میں تراویح سناتے ہیں، تو ایسی صورت میں انہیں عشاء کی فرض نماز باجماعت مسجد میں ہی ادا کرنی چاہئے، کیونکہ مسجد میں فرض نماز باجماعت ادا کرنا افضل ہے، اس کی بڑی تاکید آئی ہے، اگر مسجد کے بجائے مدرسہ رگھر میں فرض نماز کی جماعت کروالی تو اگر چہ فی نفسہٖ جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن مسجد کے ثواب سے محرومی ہوگی، اس لئے مسجد ہی میں عشاء کے فرض باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مسئلہ : بعض علاقوں میں چھوٹی مسجدوں میں گرمی اور حبس کی وجہ سے مسجد کی چھت پر عشاء اور تراویح

پڑھی جاتی ہے، ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر مسجد کا نچلا حصہ نمازیوں سے بھر جائے اور مزید نمازیوں کیلئے گنجائش نہ ہو تو اس صورت میں باقی نمازی چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

نیز اگر مسجد کی چھت پر ارد گرد چار دیواری بنا کر کپڑے یا ٹین کی عارضی چھت بنادی جائے تا کہ یہ مستقل منزل کی شکل اختیار کر لے تو وہاں نماز بلا کراہت درست ہوگی۔

مسئلہ : اگر امام صاحب نے تراویح کی دوسری رکعت میں بقدرِ تشہد بیٹھے بغیر بھول کر مزید دو رکعتیں ملا کر چار رکعات پڑھ لیں تو ایسی صورت میں صرف آخری دو رکعات تراویح شمار ہوں گی، اور راجح قول کے مطابق پہلی دو رکعتوں میں پڑھا ہوا قرآن دوبارہ پڑھنا ہوگا۔ البتہ اگر اُن دو رکعتوں میں پڑھا ہوا قرآن دوبارہ پڑھنے سے نمازیوں کی تنگی کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں نہ پڑھنے کی بھی گنجائش ہے، لیکن احتیاطاً دو رکعتوں کا اعادہ بغیر اعادۂ قرآن کے کرلیا جائے۔ (ماً خذہ: امداد الاحکام: ۶۱۹/۱ والتبویب : ۹۷/۸ ۷)

مسئلہ : تراویح میں امام کے پیچھے کھڑے ہونے والے حافظ کیلئے امام کی غلطی پکڑنے کی غرض سے زبان سے تلاوت کرنا جائز نہیں، البتہ اگر امام کی غلطی پکڑنے اور لقمہ دینے میں سہولت کیلئے دل دل میں قراءت کرنا چاہے تو اس کی گنجائش ہے۔

مسئلہ : ٹی وی پر براہِ راست نشر ہونے والی سعودی عرب کی تراویح میں امام کے ساتھ نیت باندھ کر شریک ہونا درست نہیں، کیونکہ اقتداء کے صحیح ہونے کیلئے منجملہ دیگر شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ امام اور مقتدی دونوں کی جگہ ایک ہو۔ اور مذکورہ صورت میں چونکہ امام اور مقتدی دونوں کی جگہیں الگ الگ ہیں اس لئے محض ٹی وی پر نظر آنے اور آواز سننے سے اقتداء درست نہ ہوگی۔

مسئلہ : بعض عرب ممالک میں ائمہ حضرات تراویح میں قرآن مجید کھول کر دیکھ کر تلاوت کرتے ہیں، ان کے پیچھے تراویح پڑھنا حنفی المسلک کیلئے جائز نہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاءِ حنفیہؒ کے نزدیک نماز میں قرآن کریم سے دیکھ کر پڑھنا درست نہیں، کیونکہ اس صورت میں نماز کے دوران قرآن مجید کی طرف غور سے دیکھنا پڑتا ہے، قرآنِ کریم کے اوراق پلٹنے پڑتے ہیں، قیام کی حالت میں اور رکوع وسجدہ میں جاتے ہوئے قرآن پاک کو سنبھالنا پڑتا ہے اور یہ سب کچھ مل کر عملِ کثیر ہوجاتا ہے اور عملِ کثیر سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ نیز نماز پڑھاتے ہوئے قرآن کریم سے دیکھ کر پڑھنا " تلقن من الخارج" ہے اور اس سے بھی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ لہٰذا نمازِ تراویح میں قرآن کریم سے دیکھ دیکھ کر پڑھنا درست نہیں۔

جو لوگ ایسی جگہ پر ہوں جہاں امام تراویح میں قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھتے ہوں اُنہیں چاہئے کہ اگر کوئی ایسا امام میسر ہو جو نماز میں بغیر دیکھے تلاوت کرتا ہو تو اس کے پیچھے پڑھ لیں ورنہ چند لوگ مل کر اپنی جماعت کروالیں۔ (مأخذہ: تبویب: ۴۸/۱۰۱۔ ۷۰/۱۶۶۲)

مسئلہ: بعض مساجد کے امام حافظ نہیں ہوتے، تو وہاں امام صاحب صرف عشاء کی نماز پڑھاتے ہیں اور تراویح کوئی دوسرا حافظ پڑھاتا ہے، ایسی صورت میں بہتر یہی ہے کہ جو امام فرض کی امامت کرائے وہی وتر کی بھی امامت کرائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی طریقہ تھا۔ تاہم اگر امام صاحب از خود تراویح پڑھانے والے حافظ صاحب کو وتر پڑھانے کیلئے کہہ دیں تو حافظ صاحب وتر کی امامت بھی کرا سکتے ہیں۔

مسئلہ: ختم قرآن کے موقع پر حفاظِ کرام تراویح کی انیسویں رکعت میں سورۃ الناس پڑھ کر بیسویں رکعت میں سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات "المفلحون" تک پڑھتے ہیں، ایسا کرنا شرعاً درست ہے، بلکہ متعدد فقہاءِ کرامؒ، محدثینِ عظامؒ اور ائمہ قراءؒ نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ اور اس طریقہ کے مطابق ختم کرنے اور دوسرا قرآن شروع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کو معمول بنایا جائے اور ایک قرآن مکمل کر کے فوراً دوسرا قرآن شروع کر دیا جائے، لہٰذا ختمِ قرآن کے وقت یہ طریقہ اختیار کرنا بہتر ہے، تاہم اس کو ضروری سمجھنا یا اس کے مطابق ختمِ قرآن نہ کرنے والے کو برا بھلا کہنا درست نہیں ہے۔

اعتکاف کے چند مسائل

مسئلہ: اعتکافِ مسنون کیلئے مسجدِ شرعی ہونا ضروری ہے، عارضی مصلّٰی یا عید گاہ میں اعتکاف کرنے سے اعتکافِ مسنون ادا نہیں ہوگا۔ اور راجح قول کے مطابق اعتکاف کے صحیح ہونے کیلئے مسجدِ شرعی میں پنج وقتہ نماز با جماعت ہونا شرط نہیں (مأخذہ: احسن الفتاویٰ: ۴/۵۱۷)، لہٰذا کسی بھی مسجدِ شرعی میں اعتکافِ مسنون کیا جا سکتا ہے، البتہ اگر اس مسجدِ شرعی میں پنج وقتہ نماز با جماعت نہ ہوتی ہو تو معتکف حضرات پر لازم ہے کہ وہ مسجد میں اذان و اقامت کا اہتمام کر کے نماز با جماعت ادا کیا کریں۔

مسئلہ: بعض مساجد میں معتکفین کیلئے پردہ لگایا جاتا ہے اور بعض مساجد میں نہیں لگایا جاتا، شرعاً دونوں طریقے فی نفسہ جائز ہیں، کیونکہ اعتکاف میں پردہ ڈالنا اور نہ ڈالنا دونوں طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، لیکن اس میں سے کسی بھی چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیلئے فرض، واجب یا ضروری قرار نہیں دیا اور نہ ہی اعتکاف کا صحیح ہونا یا نہ ہونا پردہ لگانے پر موقوف ہے، اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیه)

جو رمضان میں کھڑا رہا ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت کے ساتھ تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

اس ''قیام رمضان'' میں تراویح تو سرفہرست ہے جو رمضان المبارک کی اہم اور مخصوص عبادت ہے جو صرف رمضان ہی میں ادا کی جاسکتی ہے یعنی عشاء کے بعد بیس رکعت نماز تراویح ادا کی جائے اور مسجد میں تراویح کے اندر ایک بار قرآن مجید سنا اور سنایا جائے مگر اس تراویح کے ساتھ آخر شب میں تہجد کی چار یا آٹھ رکعت ادا کرنا اسی طرح اشراق یا چاشت وغیرہ نوافل ادا کرنا بھی اسی قیام رمضان کا حصہ ہے رمضان میں اس کی کوشش کرنی چاہئے ——— اسی طرح اس ماہ مبارک میں چلتے پھرتے ذکر اللہ کا اہتمام کرنا چاہئے خصوصاً کلمۂ طیبہ اور استغفار وغیرہ۔ چلتے پھرتے یہ کلمہ بھی پڑھا جاسکتا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ

رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اہتمام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ:

قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِی الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِیْ غَيْرِهٖ (رواه مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی آخری دس راتوں میں (عبادت کی) وہ کوشش کرتے تھے جو اور دنوں میں نہ ہوتی۔ (مسلم، مشکوۃ، مرقاۃ ص ۳۱۹ ج ۴)

اور انہیں سے روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَأَحْيَا لَيْلَهٗ وَأَيْقَظَ أَهْلَهٗ. (متفق علیه)

جب رمضان کا عشرۂ اخیرہ شروع ہوتا تو آپ کمر کس لیتے تھے، ساری رات (یا اکثر) شب

ضروریہ مثلاً پیشاب وغیرہ کیلئے مسجد سے نکلے تو راستہ میں یا قضاءِ حاجت کے دوران بیٹھے بیٹھے سگریٹ پی لے، اور پھر کوئی ایسی چیز ضرور کھالے جس سے منہ کی بدبو بالکل دور ہو جائے۔

(مأخذہ: مسائلِ اعتکاف از حضرت مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم)

واضح رہے کہ اگر حاجتِ ضروریہ سے فارغ ہونے کے بعد صرف سگریٹ پینے کیلئے بیت الخلاء میں ٹھہرے گا یا راستہ میں ذرا دیر کو کھڑا ہوگا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

مسئلہ: اعتکافِ مسنون میں محض غسلِ جمعہ کیلئے معتکف کا مسجد سے نکلنا جائز نہیں، البتہ اگر جمعہ سے پہلے کسی شرعی وطبعی حاجت کیلئے نکلے اور واپسی میں جلدی سے ضمناً جمعہ کا غسل بھی کرلے تو اس کی گنجائش ہے، تاہم احتیاط بہتر ہے (مأخذہ: امداد الاحکام: ۱۴۲/۲)۔

اور اگر مسجد میں معتکفین حضرات کیلئے غسل کا انتظام کیا جائے، مثلاً مسجد کے کسی گوشہ میں کوئی بڑا ٹب رکھ کر اُس میں اس طرح غسل کرلیا جائے کہ پانی اور اس کے چھینٹے مسجد میں بالکل نہ گریں، تو یہ صورت جائز ہے، اور ایسی صورت میں گرمی کی وجہ سے بھی غسل کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: معتکف غسلِ فرض کے دوران صفائی کیلئے صابن استعمال کرسکتا ہے۔

مسئلہ: اگر اعتکافِ مسنون میں معتکف کیلئے گھر سے کھانا لانے والا کوئی نہ ہو تو ایسی صورت میں معتکف کھانا لانے کیلئے گھر جاسکتا ہے، لیکن بلاضرورت وہاں ٹھہرنا جائز نہیں، بلکہ کھانا لے کر فوراً واپس آنا ضروری ہے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے سے گھر والوں کو وقت بتادے کہ فلاں وقت کھانا لینے آیا کروں گا، تاکہ وہ مقررہ وقت تک کھانا تیار کرلیں اور معتکف کو انتظار نہ کرنا پڑے۔

واضح رہے کہ معتکف کا کھانا لینے کیلئے گھر جانا غروبِ آفتاب کے وقت سے سحری کے آخری وقت تک کے درمیانی اوقات میں جائز ہے، سحری کے بعد اور غروبِ آفتاب سے پہلے جانا درست نہیں۔

(مأخذہ: مسائلِ اعتکاف از حضرت مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم)

مسئلہ: متعدد منزلوں والی مساجد میں زمینی منزل، پہلی منزل اور دوسری منزل میں لوگ اعتکاف میں بیٹھتے ہیں، اور پھر وہ مختلف کاموں (مثلاً نماز، ذکر و تعلیم کے حلقے، کھانے کی ترتیب وغیرہ) کیلئے اوپر نیچے آنا جانا کرتے رہتے ہیں، ایسی صورت میں جس مسجد میں سیڑھی حدودِ مسجد میں داخل ہو وہاں معتکف کیلئے اس سیڑھی کے ذریعہ آمد و رفت کرنا جائز ہے، البتہ جس مسجد میں سیڑھی حدودِ مسجد سے خارج ہو وہاں مذکورہ

مقاصد کیلئے اس سیڑھی کے ذریعہ آمد و رفت کرنا جائز نہیں، ایسی صورت میں معتکف حضرات اپنی منزل ہی میں امام کی اقتداء میں نماز ادا کرلیا کریں، اور تعلیم و تعلم اور کھانے کی ترتیب بھی اپنی اپنی منزل ہی میں بنائیں تاکہ حدودِ مسجد سے خارج سیڑھی کے ذریعہ دوسری منزل میں جانا نہ پڑے، اگر کوئی معتکف اس سیڑھی کے ذریعہ دوسری منزل میں جائے گا تو اس کا اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔

البتہ اس مشکل کے حل کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ اگر مسجد کے متولی کیلئے سیڑھی کو مسجد میں شامل کرنے کی نیت کرنے میں کوئی مانع نہ ہو اور بعد میں مشکلات پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ نہ ہو تو اس کو مسجد میں شامل کرنے کی نیت کرلیں، یا اصل مسجد کے اندرونی ہالوں کو مربوط کرنے کیلئے کوئی اندرونی سیڑھی لگادی جائے تاکہ معتکفین کو آسانی ہوجائے، ان دونوں صورتوں میں معتکفین کیلئے سیڑھی سے آنا جانا جائز ہوگا۔(ماخذہ تبویب : ۱۳۹۳/۱۴)

چونکہ بعض مساجد میں سیڑھی حدودِ مسجد سے خارج ہوتی ہے، اس لئے معتکف حضرات کو چاہئے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے انتظامیہ کمیٹی سے معلوم کرکے اچھی طرح اطمینان کرلیں کہ سیڑھی مسجد کی حدود میں داخل ہے یا نہیں؟ اور اس کے علاوہ کونسی جگہ حدودِ مسجد میں داخل ہے اور کونسی جگہ حدودِ مسجد سے خارج ہے؟ تاکہ بعد میں کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔

مسئلہ : اعتکافِ مسنون اور تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگانا دونوں امور اپنی جگہ اہم اور باعثِ ثواب ہیں، ان میں اپنی طرف سے تقابل کرنا مناسب نہیں، ضرورت اور موقع محل کو مدِنظر رکھتے ہوئے دونوں امور انجام دینے چاہئیں۔ تاہم اعتکافِ مسنون کا چونکہ وقت مقرر ہے یعنی وہ سال میں ایک مرتبہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آتا ہے، جبکہ تبلیغ کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں، بلکہ سارا سال دیگر ایام میں بھی جاسکتا ہے، اس لئے آخری عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھنا بہتر ہے، کیونکہ یہ سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے اور اس سے پہلے یا بعد میں تبلیغ میں وقت لگالیا جائے، اس طرح دونوں کام انجام دے کر دونوں کا ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے، بلکہ اعتکاف کے دوران بھی مسجد میں رہتے ہوئے تبلیغ اور تعلیمِ دین کا کام ہوسکتا ہے۔

